افادات امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

مسائلِ نیت

مولانا عبدالشکور خالد

ایک شخص بلند آواز سے نیت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے فلاں فلاں فرض پڑھنے کی نیت کرتا ہوں کبھی کسی ایک خاص نماز کا تعین کرتا ہے اور کبھی رکعتوں کی اس طرح گنتی کرتا ہے کہ دوسرے آدمی کو تشویش میں ڈال دیتا ہے۔ نیز امام جہری قرأت سے پڑھ رہا ہو تو پیچھے بلند آواز سے پڑھنے لگ جاتا ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرامؓ و آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک نے ایسا کیا؟ جب مذکورہ شخصیتوں نے بھی نہیں کیا تو ان کی طرف یہ حکم منسوب کرنے والا کونسی تعزیر کا مستوجب ہے؟

الحمد للہ رب العلمین، جہر بلفظ النیت نہ مشروع ہے نہ رسول اللہ ﷺ کا فعل ہے۔ نہ ہی خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ، سلف صالحین اور آئمہ امت نے ایسا کیا ہے۔

محل نیت دل ہے، زبان نہیں بلکہ باتفاق ائمہ اسلام جملہ عبادات مثلاً وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوۃ، کفارہ وغیرہ میں نیت واجبہ کا موقع محل صرف دل ہے کیونکہ نیت کا لغوی معنی قصد و ارادہ کرنا ہے اور قصد و ارادہ دونوں کا محل باتفاق ''عقلاً'' دل ہے، زبان نہیں۔

نیت قلبی و تکلم لسانی کی دو صورتیں:

اگر نیت قلبی کچھ ہو اور زبان سے کچھ اور ہی کہے تو اعتبار نیت قلبی کا ہوگا لسانی کا نہیں۔ اگر نیت قلبی موجود ہو اور زبان سے بالکل خاموش رہے تو ائمہ اربعہ اور تمام اگلے پچھلے ائمہ اسلام کے نزدیک اس کی نیت صحیح ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ بعض متاخرین اتباع ائمہ کا زعم ہے کہ تلفظ بالنیت واجب ہے مگر جہر بالنیت کو اس نے بھی واجب نہیں کہا اور اس کے باوجود یہ قول صریح غلط اور اجماع مسلمین کے بالکل خلاف ہے۔ جس کو سنت پیغمبر ﷺ طریق خلفاء اور نماز صحابہ کی کیفیت کا علم ہے یہ جانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ سب شخصیتیں زبان سے نیت نہیں کرتی تھیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے تلفظ بالنیت کا انہیں حکم دیا ہے اور نہ ہی صحابہ کو اس کی تعلیم دی ہے۔

استشهاد بالحدیث:

صحیحین وغیرہ میں ثابت ہے کہ مسئی صلوۃ اعرابی کو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اذاقمت الى الصلوة فكبر ثم اقراء ما تيسر معك من القرآن"

ترجمہ: نماز کے لئے جب کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جس قدر آسانی سے قرآن پڑھ سکتا ہو، پڑھا کرو۔

استشهاد دیگر:

"مفتاح الصلوة الطهور و تحريمها التكبير و تحليلها التسليم"

ترجمہ: وضو نماز کی کنجی ہے تکبیر اس کی تحریم اور سلام اس کی تحلیل ہے۔

حدیث دیگر:

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

"ان النبي ﷺ كان يفتح الصلوة باالتكبير والقراءة بالحمد لله رب العلمين"

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نماز کو تکبیر سے اور قرات کو سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔

تواتر و اجماع مسلمین:

نقل متواتر اور اجماع المسلمین سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نماز تکبیر سے شروع کرتے تھے اور کسی مسلمان نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے تکبیر سے پہلے تلفظ بالنیت جہری وسری نقل نہیں کیا اور نہ ہی حضور ﷺ نے اس کا ارشاد فرمایا ہے۔

اہل تواتر سے اسکا کتمان نقل بھی عادتاً و شرعاً دونوں طرح محال ہے۔ جب کسی نے یہ نقل نہیں کیا تو قطعاً معلوم ہوگیا کہ تلفظ بالنیت کچھ چیز نہیں۔ اس لئے تلفظ بالنیت میں فقہاء متاخرین کا تنازعہ ہے کہ کیا نیت قلبی کے ساتھ اس کا تلفظ بھی مستحب ہے؟ مقلدین امام ابوحنیفہ و شافعی و احمد کے ایک گروہ نے اسے مستحب سمجھا ہے۔ کہتے ہیں کہ تحقیق نیت کیلئے زیادہ تاکید اور وثوق کا باعث ہے۔ اور مالکیہ و حنابلہ وغیرہ کی ایک جماعت نے غیر مستحب بلکہ مکروہ خیال کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ تلفظ مستحب ہوتا تو آنحضرت ﷺ نے تقرب الٰہی کو تمام چیزیں خصوصاً نماز جس کا طریقہ آپ ﷺ سے ہی اخذ ہوسکتا ہے پوری طرح بیان فرمادی ہے اور بخاری میں آپ ﷺ سے ثابت ہے فرمایا: صلوا كمارايتموني اصلي

ترجمہ: نماز اسی طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔

تلفظ بالنیت عقلاً فاسد ہے:

کیونکہ قائل کا یوں کہنا ہے کہ: انوی ان افعل كذا كذا: میں فلاں فلاں کام کی نیت کرتا ہوں۔ ایسا ہے جیسے کہے کہ انوی الی اکل ھذا الطعام لاشبع و انی البس ھذا الثوب لاستر:

ترجمہ: میں سیر ہونے کیلئے کھانا کھانے کی نیت کرتا ہوں یا ستر کے لئے یہ کپڑا پہننے کی نیت کرتا ہوں اور ایسی نیتیں جو دل میں پہلے ہی موجود ہوتی ہیں اور زبان سے ان کی قرأت کرنا بالکل قبیح امر سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"قل اتعلمون اللہ بدینکم و اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض"

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ کہہ دے کیا خدا کو اپنا دین سکھانا چاہتے ہو تو اسے کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے سلف کے ایک گروہ نے ارشاد الٰہی" **انما نطعمکم لوجہ اللہ** " ہم تمہیں محض خوشنودی خدا کیلئے کھلاتے ہیں کے متعلق کہا ہے کہ لوگوں نے زبان سے نہیں کہا خدا نے یہ ان کے دلوں سے معلوم کیا ہے۔

غرضیکہ نیت قلبی کا ہونا بلا اختلاف ضروری ہے اور آہستہ تلفظ بالنیت کرنا مکروہ ہے یا مستحب؟ اس میں متاخرین کا باہمی نزاع ہے لیکن جہر تلفظ بالنیت باتفاق مسلمین، مکروہ اور غیر مشروع ہے۔ یہی حال بار بار نیت کرنے کا ہے اور ان دونوں جہر بلفظ النیت اور بار بار نیت کرنے میں باتفاق مسلمین، امام و مقتدی اور منفرد سب برابر ہیں۔ کسی کو جائز نہیں بلکہ ایسے افعال سے انہیں منع کرنا چاہیے بلکہ جہر بالقراۃ منفرد کو بھی غیر مشروع ہے۔ جبکہ دوسروں کیلئے ایذا رسانی کا موجب ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے آنحضرت ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:

"یایھا الناس کلکم یناجی ربہ فلا یجھر بعضکم علی بعض باالقراۃ"

ترجمہ: لوگو تم سب اپنے رب سے سرگوشی کر رہے ہوتے ہو لہذا ایک دوسرے کے پاس اونچی آواز سے قرات مت کرو اور مقتدی کیلئے تو باتفاق مسلمین یہی طریقہ ہے کہ آہستہ پڑھے۔ البتہ کبھی ذکر جہرا تو حرج نہیں جیسا کہ سری نمازوں میں امام کوئی آیت مقتدیوں کو سنائے تو حرج نہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ ظہر وعصر کی نماز میں کبھی کوئی آیت مقتدیوں کو سنا لیتے تھے۔ (صحیح بخاری۔ راوی ابو قتادہؓ)

نیز صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ افتتاح نماز اور قومہ کے وقت بعض مقتدی جہر باالدعا کرتے تو آنحضرت ﷺ انکار نہ فرماتے۔ آخر میں نیت قلبی پر ایک اور ٹھوس ثبوت سنیئے۔

استشهاد بالحديث:

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا او الی امراۃ لنزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ"

ترجمہ: عمل نیتوں پر موقوف ہے اور ہر ایک کو اپنی نیت کا پھل ملیگا تو جس کی کی نیت رسول ﷺ کی جانب ہو وہ مہاجر الی اللہ والرسول ہے اور جس کی ہجرت دنیا یا تزویج عورت کی غرض سے ہو تو وہ اسی چیز کا مہاجر ہے جس کیلئے اس نے ہجرت اختیار کی۔ اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کی مراد باتفاق ائمہ اربعہ وغیرھم، نیت قلبی ہے لسانی نہیں سبب حدیث بھی اسی پر دال ہے۔

مہاجر اُمِّ قیس کا واقعہ:

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک عورت "اُمِّ قیس" سے شادی کی خاطر ایک شخص نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اس شخص کا نام مہاجر اُمِّ قیس پڑ گیا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا اور یہ مذکورہ حدیث بیان فرمائی۔ تو یہ اس شخص کی نیت قلبی تھی لسانی نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

قاری عبدالشکور طاہر گوندلوی، ایم۔اے

نبی کا پیارا ہے صدیق اکبرؓ
آنکھوں کا تارا ہے صدیق اکبر
رفیق سفر وہ رفیق حضر ہیں
وہ سب سے نیارا ہے صدیق اکبرؓ
امام صحابہ وہ رب کا ولی ہے
نہ علی سے خفا ہے، علی کا ولی ہے
نبی کے غلاموں کے دل کی کلی ہے
وہ عظمت کا تارا ہے صدیق اکبرؓ
پسند انکی رب کو اک اک ادا ہے
آقا پہ وہ جان و دل سے فدا ہے
جو رب کی رضا ہو وہ اس کی رضا ہے
وہ نبی کا دلارا ہے صدیق اکبرؓ
کفر و ضلالت میں دنیا تھی کھوئی
ظلم و جہالات میں بستی تھی سوئی
نہ رشد و ہدایت کو ملتی تھی ڈھوئی
چمکتا روشن ستارا ہے صدیق اکبرؓ
جب اسلام کا نام جانے نہ کوئی
نبوت و رسالت کو مانے نہ کوئی
رشتہ قرابت پہچانے نہ کوئی
بنا تب سہارا ہے صدیق اکبرؓ
شقاوت میں اپنے پرائے ہوئے سب
عداوت کو دل میں بٹھائے ہوئے سب
تھے قتل نبی کو آئے ہوئے
میدان میں اتارا ہے صدیق اکبرؓ
اک صیغے سے نبی نے پکارا تجھے
ساری دنیا سے نبی ہے پیارا تجھے
شب ہجرت چنا ہے سہارا تجھے
لاتحزن اشارہ ہے صدیق اکبرؓ
صداقت، شرافت، شناخت ہے انکی
امانت و دیانت ضمانت ہے انکی
قیادت سیادت، خلافت ہے انکی
طاہر ہمارا ہے صدیق اکبرؓ